گھریلو تنازعات اور نبوی ہدایات

۲۸ شوال المکرّم ۱۴۴۷ھ

17 اپریل 2026ء

(گزشتہ سے پیوستہ)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان
مرکزی دفتر
جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری گیٹ لاہور

گزشتہ خطبات حاصل کرنے کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کریں: khutbatenizamia.com یا QR code سکین کریں:

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Acount
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۖ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۔[البقرۃ2:228]

یہ بات محض حُسنِ عقیدت نہیں، بلکہ روشن اور ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ اسلامی اُصول وضوابط نہ صِرف انسانی فطرت اور ضروریات کے عین مطابق ہیں، بلکہ قیامت تک پیش آنے والے مسائل کے لیے جامع حل بھی عطا کرتے ہیں۔ آخر ایسا کیوں نہ ہوتا! جب کہ یہ مبارَک دین اُس خالقِ کریم جَلَّ شَانُہٗ نے عطا فرمایا ہے جو انسانوں کے ظاہر وباطن، اُن کی خوبیوں، خامیوں اور تقاضوں کو سب سے بہتر جانتا ہے؛ اِس لیے کہ اُسی نے تو انسان کو پیدا فرمایا ہے۔

اِس دَور میں انسانیت کو جو سنگین مشکلات (Challenges) درپیش ہیں اُن میں باہمی لڑائی جھگڑوں، رنجشوں اور تنازُعات کی کیفیت بھی ایک اہم مسئلہ ہے۔ گھریلو سطح سے لے کر عالَمی منظر نامے تک.... ہر طرف اختلافات وتنازعات کی آگ بھڑکتی دکھائی دے رہی ہے اور باہمی چپقلش نے امن وسُکون کو برباد کرکے رکھ دیا ہے۔

اِس ابتر صورتِ حال میں قرآن وسنّت کی تعلیمات کو سمجھنا اور اُنھیں عملی زندگی کا حصّہ بنانا پہلے سے بھی کہیں زیادہ ضروری ہو چکا ہے؛ تاکہ تنازعات سے آلودہ فضا کو امن وآشتی کی خوشبو سے معطّر کیا جاسکے۔

گزشتہ خطبہ میں ”تنازعات سے متعلق اسلامی تعلیمات“ کے عنوان سے گفتگو ہوئی اور لڑائی جھگڑے کی مذمّت کے ساتھ ساتھ اُن کے اسباب ومحرِّکات کی نشان دہی بھی کی گئی جو عموماً مُخاصَمات ونِزاعات کا سبب بنتے ہیں۔ مثلاً:

- غصّے میں آپے سے باہَر ہو جانا۔
- غلط فہمی اور بدگمانی کو دل میں بٹھالینا۔
- حسد اور تکبُّر کی نحوست کا شکار ہو جانا۔

اگر اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے اِن اسباب کا تدارُک کیا جائے تو اکثر جھگڑے پیدا ہی نہیں ہوتے اور زندگی میں قابلِ رشک سُکون واطمینان نصیب ہوتا ہے۔

اِسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے آج ”گھریلو تنازُعات اور نبوی ہدایات“ کے عنوان سے بالخصوص میاں بیوی کے درمیان ہونے والے اختلاف سے متعلق گفتگو ہوگی اور نبیِ کریم ﷺ کے عطا کردہ چند ایسے سنہری اُصولوں کا تذکرہ ہوگا جو نہ صرف جھگڑوں کو ختم کرنے میں مدد دیتے ہیں بلکہ محبت، برداشت اور حسنِ معاشرت کو بھی فروغ دیتے ہیں۔

اللہ کرے کہ یہ سلسلہ ثمر آور ہو اور ہماری زندگیاں تنازعات کی آفات سے نَجات پائیں! آمین بجاہِ سیّد المرسلین ﷺ

تنازُع کا حل... حقیقت کا اِدراک

گھریلو ناچاقی کی ایک اہم وجہ یہ ہوتی ہے کہ میاں بیوی اور اُن کے خاندان والے ایک دوسرے کے مِزاج، حالات اور معاملات کو صحیح طرح سمجھ نہیں پاتے۔ ہر فریق دوسرے کو فوری طور پر اپنی مرضی کے مطابق بنانے کی کوشش کرتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ زیادہ تر دونوں خاندانوں کا ماحول ایک جیسا نہیں ہوتا، عادات مختلف ہوتی ہیں اور ترجیحات میں فرق ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں اگر ہر ایک دوسرے کو مکمل طور پر اپنے مزاج کا پابند بنانے کی کوشش کرے تو کشیدگی پیدا ہوتی ہے، نفرتیں بڑھتی ہیں اور بات جھگڑے تک جا پہنچتی ہے.... اگر دونوں فریق صبر و حکمت کے ساتھ ایک دوسرے کو سمجھیں اور اِس حقیقت کا اِدراک کریں کہ "دو انسانوں کا مکمل طور پر ایک دوسرے کے ہم مزاج ہونا تقریباً ناممکن ہے اور آہستہ آہستہ اچھی عادات کی طرف بڑھنا ہی فائدہ مند ہے" تو گھر کا ماحول محبّت و سُکون سے بھر جاتا ہے۔

نبوی تربیت: یہ نکتہ سرورِ عالَم ﷺ نے ایسے حسین انداز میں سمجھایا ہے کہ اگر اِرشادِ نبوی کو دل کے کانوں سے سُنا جائے تو بندہ آقا کریم ﷺ کی حکمت پر جھوم اُٹھتا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا۔[1] یعنی "مَیں تمہیں بیویوں کے ساتھ نیکی / بھلائی کرنے کی تاکیدی نصیحت کرتا ہوں، اِسے قبول کرو اور اُن سے اچھا سُلوک کرو!"... یا یہ مفہوم ہے کہ "تم اپنی بیویوں کو نیکی کرنے کا حکم دیا کرو!" (صحیح بخاری، حدیث:5185)

دوسری روایت کے مطابق ارشاد فرمایا: اَلْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ، إِنْ أَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا وَإِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَ فِيْهَا عِوَجٌ۔ یعنی "عورت پسلی کی طرح (ٹیڑھی) ہے، اگر تم اُسے سیدھا کرنا چاہو گے تو ٹوٹ جائے گی، (مگر سیدھی نہیں ہو گی) اور اگر تم اُس سے فائدہ اُٹھانا چاہو تو اُس کے ٹیڑھے پن کے ساتھ ہی فائدہ اُٹھالو!" (صحیح بخاری، حدیث:5184)

یعنی خواتین میں فطری طور پر کچھ نہ کچھ سخت مِزاجی اور ضد وغیرہ چیزیں ہوتی ہی ہیں، اِلّا ماشاء اللہ.. اِس فطرت کو مکمل طور پر بدل دینا تمہارے اختیار میں نہیں۔ اگر تم ضد کرو کہ مَیں ضرور اُسے بدل کر ہی رہوں گا تو معاملہ نفرت و جدائی تک پہنچ جائے گا اور بعد میں پچھتاؤ گے؛ لہٰذا یہی بہتر ہے کہ کچھ باتوں کو برداشت کرو! صبر سے کام لو! اور حُسنِ سلوک کرتے رہو! یوں زندگی اچھے طریقے سے گزرے گی اور پُر سکون رہو گے۔

---

[1] وَالْمَعْنٰى أَوْصُوْا بِهِنَّ خَيْرًا أَوْ أُوْصِيْكُمْ بِهِنَّ خَيْرًا فَاقْبَلُوْا وَصِيَّتِيْ... (لمعات التنقیح، تحت الحدیث:3238)

تنازُع کا حل... خوبیوں پر نظر رکھنا

گھریلو جھگڑوں کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے سے متعلق ایسا تصوُّر قائم کر لیتے ہیں جو حقائق کی دُنیا میں ممکن ہی نہیں۔ شوہر چاہتا ہے کہ بیوی خوبیوں کا پیکر ہو اور اُس میں کوئی خامی نہ ہو... جب کہ بیوی چاہتی ہے کہ اُس کا شوہر اوصافِ حمیدہ کا خُوگر ہو اور اُس میں کوئی بھی ناپسندیدہ بات نہ ہو۔ شوہر کو بیوی کی کوئی خامی بُری محسوس ہو تو وہ اُس سے نفرت کرنے لگتا ہے، یوں ہی بیوی کو شوہر کی کوئی عادت معیوب لگے تو وہ اُس سے بد دِل ہونے لگتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عام انسانوں میں کوئی بھی کامل و اکمل نہیں ہوتا، ہر بندے میں خوبیوں کے ساتھ ساتھ کچھ کمزوریاں بھی ہوتی ہیں۔ اگر دونوں اِس حقیقت کو نہ سمجھیں اور منفی جذبات کو پروان چڑھاتے رہیں تو بات نِزاع تک پہنچ جاتی ہے، بلکہ بعض اوقات نعوذ باللہ طلاق کی نَوبت آجاتی ہے۔

بہترین حل یہی ہے کہ زوجَین ایک دوسرے کی خامیوں سے چشم پوشی کریں اور خوبیوں پر نظر رکھیں۔

بُغض کی مُمانَعت: سرکارِ دوعالَم ﷺ نے ایسا حسین، حکیمانہ اور نفسیاتی اُصول تعلیم فرمایا کہ بندہ اُسے اپنے دل و دِماغ میں بٹھالے تو نفرتیں محبتوں میں بدل جاتی ہیں۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مُعلّمِ اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ، أَوْ قَالَ: غَيْرَهُ۔ یعنی "کوئی مومن اپنی بیوی سے نفرت و بُغض نہ رکھے! اگر اُس کی ایک بات ناپسند ہے تو اُس کے علاوہ دوسری بات پسند بھی ہوگی۔" (صحیح مسلم، حدیث:1469)

خیرِ کثیر کی عطا: اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ وہ جسے چاہے خیر سے نوازتا ہے اور جس کو چاہے خیر کا ذریعہ بنا دیتا ہے۔ بعض اوقات بندے کو کوئی چیز ناپسند ہوتی ہے، مگر مالکِ کریم نے اُسی میں بندے کے لیے خیر و بھلائی کے عظیم خزانے رکھے ہوتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

⇐ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ "اور تم بیویوں کے ساتھ (کھلانے پلانے، بات چیت اور اُمورِ زوجیت میں) بہترین انداز سے زندگی گزارو!"

⇐ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۔ "پھر اگر تم انھیں ناپسند کرو تو (صبر سے کام لو اور جدائی مت چاہو!) قریب ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اُس میں بہت بھلائی / عظیم فائدہ رکھ دے۔" [النساء4:19]

یعنی اگر بیوی کی شکل و صورت تمہارے دل کو نہیں بھاتی یا اُس کی کوئی عادت تمہیں بُری لگتی ہے تو اُسے برداشت کرو اور بلاوجہ جُدائی کی نَوبت نہ آنے دو! ممکن ہے کہ ربِّ کریم اِسی بیوی کے ذریعے تمہیں بڑی بھلائی سے نوازے، مثلاً اِس سے تمہیں نیک اولاد عطا ہو یا یہی مشکل وقت میں تمہارے لیے بہترین سہارا بن جائے۔

تنازُع کا حل... خاموشی اور درگُزر

زیادہ تر جھگڑے معمولی بات سے شروع ہوتے ہیں اور عدمِ برداشت کی وجہ سے صورتِ حال سنگین ہو جاتی ہے۔ بہترین حل یہ ہے کہ بندہ درگزر سے کام لے اور خاموشی اختیار کرے؛ اِس سے تنازُع کی آگ فوری طور پر ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسولِ کریم ﷺ کی موجودگی میں سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تلخ کلامی کی، حضورِ اقدس ﷺ (اُس کی بے حیائی یا صِدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے صَبر و وَفا پر) تعجب فرمانے لگے اور چہرۂ پُرنور پر مسکراہٹ کی چمک پھیل گئی۔ جب اُس نے بہت زیادتی کی تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (رُخصت پر عمل کرتے ہوئے) اُس کی کسی بات کا جواب دیا۔ اِس پر سرورِ عالَم ﷺ نے ناپسندیدگی و ناراضی کا اِظہار فرمایا اور وہاں سے تشریف لے گئے (کیونکہ جواب دینا اگرچہ جائز تھا، مگر بڑوں کی باتیں اُن کے منصبِ عالی کے مطابق ہوتی ہیں، یہ جواب شانِ صدیقی کے شایاں نہیں تھا)۔

سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ (معذرت کے لیے) سرکارِ کونین ﷺ کے پیچھے پہنچے اور عرض کی: يَارَسُوْلَ اللهِ كَانَ يَشْتُمُنِيْ وَأَنْتَ جَالِسٌ، فَلَمَّا رَدَدْتُّ عَلَيْهِ بَعْضَ قَوْلِهٖ غَضِبْتَ وَقُمْتَ! یارسول اللہ، صلّی اللہ علیک وسلّم! وہ مجھے بُرا کہتا رہا اور آپ تشریف فرما رہے، جب مَیں نے اُس کی کسی بات کا جواب دیا تو آپ ناراض ہو کر اُٹھ گئے! (اِس میں کیا حکمت ہے؟ حالانکہ جواب دینا ناجائز نہیں تھا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّهٗ كَانَ مَعَكَ مَلَكٌ يَرُدُّ عَنْكَ، فَلَمَّا رَدَدْتَّ عَلَيْهِ بَعْضَ قَوْلِهٖ وَقَعَ الشَّيْطَانُ، فَلَمْ أَكُنْ لِأَقْعُدَ مَعَ الشَّيْطَانِ۔ یعنی "تمہارے ساتھ ایک فرشتہ تھا جو تمہاری طرف سے اُسے جواب دے رہا تھا، جب تم نے خود جواب دیا تو شیطان آگیا (اور فرشتہ خاموش ہو گیا۔ پھر خدشہ تھا کہ تم شیطانی کارستانی کے نتیجے میں کوئی ناجائز بات کر بیٹھو) مَیں نے شیطان کے اثرات والی جگہ نہیں بیٹھنا تھا (اِس لیے میں وہاں سے چلا آیا)۔"

پھر رسولِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: يَا أَبَابَكْرٍ، ثَلَاثٌ كُلُّهُنَّ حَقٌّ: "ابو بکر پیارے! تین باتیں برحق ہیں:"

i. مَا مِنْ عَبْدٍ ظُلِمَ بِمَظْلِمَةٍ فَيُغْضِيْ عَنْهَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا أَعَزَّ اللهُ بِهَا نَصْرَهٗ۔ "جس بندے پر کوئی ظلم کیا جائے، وہ اللہ تعالیٰ کی رِضا کے لیے چشم پوشی (درگزر) کرے تو اِس کی برکت سے اللہ تعالیٰ (دُنیا و آخرت میں) اُس بندے کی بھرپور مدد فرمائے گا۔"

ii. وَمَا فَتَحَ رَجُلٌ بَابَ عَطِيَّةٍ يُرِيْدُ بِهَا صِلَةً إِلَّا زَادَهُ اللهُ بِهَا كَثْرَةً۔ "جو مسلمان صلہ رحمی کے اِرادے سے دینے کا دروازہ کھولے (صلہ رحمی کرتے ہوئے کچھ دے) تو اِس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اُسے مزید (ظاہری و معنوی) برکت عطا فرماتا ہے۔"

iii. وَمَا فَتَحَ رَجُلٌ بَابَ مَسْأَلَةٍ يُرِيْدُ بِهَا كَثْرَةً إِلَّا زَادَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا قِلَّةً۔ "جو شخص مال بڑھانے کے لیے مانگنے کا دروازہ کھولے (دَولت میں اِضافے کے لیے مانگے) تو اللہ تعالیٰ اِس کی نحوست سے اُس کی کمی اور بڑھا دیتا ہے۔" (مسند احمد: 9624، حسن لغیرہٖ)

تنازُع کا حل... فُجور سے نُفور

ہلکی پھلکی رنجش اور معمولی ناچاقی تو تقریباً ہر گھر میں کبھی کبھی ہو ہی جاتی ہے، لیکن بات اُس وقت بگڑتی ہے جب بندہ جھگڑے کے دوران حُدود کو پامال کرتا ہے.. جھوٹ بولتا ہے، گالم گلوچ پر اُتر آتا ہے، دوسرے فریق کو بُرا کہتا ہے، حتّٰی کہ بہتان تراشی سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ یہ رویہ چھوٹے اختلاف کو بڑے جھگڑے میں بدل دیتا ہے اور دلوں میں نفرت ودُوری پیدا کرتا ہے۔

چپقلش کے وقت بندے کو یہ بات اپنے ذہن میں پختہ کرنی چاہیے کہ اگر اُس نے شریعت کی مقرّر کردہ حُدود کو پامال کیا تو اُس سے جواب طلبی ہوگی... چنانچہ جذبات میں آپے سے باہَر نہ ہو، سچ کا دامن نہ چھوڑے، بدکلامی، دُشنام دہی (گالی گلوچ) اور اِلزام تراشی سے پرہیز کرے۔ اِس طرزِ عمل کو اختیار کرنے سے باری تعالیٰ کی رِضا بھی نصیب ہوگی، جھگڑا بھی جلد ختم ہو جائے گا اور انسان بعد کی شرمندگی وندامت سے بھی محفوظ رہے گا۔

سیدنا عبداللہ بن عَمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: أَرْبَعٌ مَّنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا: یعنی "جس شخص میں چار عادتیں ہوں وہ (عمل کے اعتبار سے) پکا منافق ہے اور جس شخص میں اِن میں سے ایک بات ہو اُس میں نفاق کی ایک خصلت ہے یہاں تک کہ وہ اُسے چھوڑ دے:

i. إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ۔ "جب اُسے امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔"

ii. وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ۔ "جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔"

iii. وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ۔ "جب وعدہ کرے تو دھوکا دے (وعدہ خلافی کرے)۔"

iv. وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔[1] "اور جب جھگڑا کرے تو حق کا دامن چھوڑ دے (گالی دے اور بُری باتوں کا اِلزام لگائے)۔" (صحیح بخاری:34)

سیدنا مُعاوِیہ قُشَیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جانِ جہاں ﷺ سے بیوی کے حقوق سے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

- أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ۔ "جب تم کھاؤ تو اُسے بھی کھلاؤ! اور جب تم پہنو تو اُسے بھی پہناؤ! (اُس کے کھانے اور لباس کا انتظام کرنے میں بخل کا مظاہرہ نہ کرو، بلکہ اپنی حیثیت کے مطابق اُسے اچھا کھلاؤ اور اچھا پہناؤ!)"
- وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ! "(تربیت کے لیے ہلکا پھلکا مارنا ضروری ہو تب بھی) اُس کے چہرے پر مت مارو!"
- وَلَا تُقَبِّحْ! "اُسے بُرا نہ کہو!" (اُسے گالی نہ دو! یا یہ کہ بلاوجہ اُس کی باتوں اور کاموں کو بُرا نہ کہو! یا یہ کہ اُس پر برائی کی تہمت نہ لگاؤ!)
- وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ! یعنی "اِصلاح کے لیے قطع تعلّق کرنی پڑے تو بھی اُسے گھر سے مَت نکالو!" (سنن ابوداؤد:2142، حسن صحیح)

---

[1] "فَجَرَ" فِي الْخُصُومَةِ، أَيْ مَالَ عَنِ الْحَقِّ۔ وَالْمُرَادُ بِهِ هُنَا الشَّتْمُ وَالرَّمْيُ بِالْأَشْيَاءِ الْقَبِيحَةِ وَالْبُهْتَانُ۔ (ارشاد الساری، تحت الحدیث:2459)

تنازُع کا حل... حُقوق کی ادائیگی

شریعتِ مطہرہ نے جس طرح دیگر تمام معاملات میں واضح احکام ارشاد فرمائے ہیں، اُسی طرح زَوجَین کے حقوق سے متعلق بھی مکمل تفصیل عطا کی ہے۔ اگر میاں بیوی ایک دوسرے کے شرعی حقوق کو اچھے طریقے سے پورا کرتے رہیں تو جھگڑے کی نَوبت ہی نہیں آتی، تنازُع تبھی جنم لیتا ہے جب ایک فریق شریعت پر عمل میں سُستی کا مظاہرہ کرے۔

چنانچہ اگر گھر میں ناچاقی کا ماحول ہے تو اُس کا بہترین حل یہ ہے کہ ہم اپنا محاسبہ کریں اور حقوق کی ادائیگی سے متعلق اپنی کوتاہی کا جائزہ لیں! جھگڑا کسی مسئلے کا پائیدار حل نہیں ہے، بلکہ اِس کے نتیجے میں مزید خرابیاں پیدا ہوتی ہیں... جب کہ شرعی حقوق کی ادائیگی نہ صِرف باہمی تعلقات کو خوشگوار بناتی ہے، بلکہ دنیا و آخرت کی کامیابی کا ذریعہ بھی بنتی ہے۔

زَوجَین کے حقوق: ربِّ ذوالجلال نے ارشاد فرمایا: وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔ یعنی "دستورِ شریعت کے مطابق عورتوں کے بھی ایسے ہی حقوق ہیں جیسے مَردوں کے اُن پر ہیں اور مَردوں کو اُن پر فضیلت حاصل ہے... اور اللہ بہت غالب، بڑی حکمت والا ہے۔" [البقرۃ2:228] آیتِ کریمہ سے دو باتیں واضح ہوتی ہیں:

i. میاں بیوی میں سے ہر ایک کے دوسرے پر حقوق ہیں اور دونوں اُن کی ادائیگی کے پابند ہیں۔
ii. شوہر و بیوی کے حقوق اور درجہ برابر نہیں، بلکہ شوہر گھر کا سربراہ ہے اور اُس کے حقوق زیادہ ہیں۔

میاں بیوی کے حقوق سے متعلق شریعت نے کتنی تفصیل عطا کی ہے! اِس کا اندازہ اِس بات سے کیجیے کہ احادیث اور فقہ کی کتب میں "حقوقِ زَوجَین" کے عنوان سے الگ ابواب (Chapters) قائم کیے گئے ہیں۔ ہم زندگی بھر اِن حقوق سے متعلق آگاہی حاصل ہی نہیں کرتے، اُن کی کماحقُّہٗ ادائیگی تو بہت دُور کی بات ہے! اُصولی طور پر نکاح سے پہلے حقوقِ زوجین اور دیگر اُمورِ نکاح کا ایک کورس لازمی ہونا چاہیے اور حکومت کی طرف سے پابندی ہونی چاہیے کہ اُس کورس کے بغیر نکاح کا اندراج نہیں ہوگا۔

بیوی کے حقوق: شوہر پر بیوی کے حقوق سے متعلق اسلامی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ:

1) اہلیہ کے کھانے پینے، لباس اور رہائش کے اخراجات شوہر پر لازم ہیں اور اُسے خوش اُسلوبی کے ساتھ اِنھیں پورا کرنا چاہیے۔
2) اہلیہ کو اچھی باتیں سکھانا اور اُنھیں اپنانے کی تاکید کرنا، پردے اور حیا کا حکم دینا... نیز بُری باتوں سے روکنا شوہر کی ذمہ داری ہے۔
3) حُسنِ معاشرت، یعنی کھلانے پلانے، بات چیت اور اُمورِ زوجیت میں بہتر طریقے سے زندگی گزارنا شوہر کے فرائض میں سے ہے۔
4) جائز طریقے سے بیوی کی دل جوئی کرنا اور اُس کا حوصلہ بڑھانا بھی شوہر پر بیوی کے حقوق میں سے ہے۔
5) جو باتیں شریعت کے خلاف نہیں، اُن میں اگر بیوی کی کسی بات سے اذیّت ہو تو اُسے برداشت کر لینا / صبر کرنا خوش اخلاقی کی نشانی

اور محبوبانِ خدا کی سنت ہے، اگرچہ یہ بیوی کا حق نہیں۔

6) بلاوجہ کسی بھی مسلمان کی دل آزاری، یعنی شرعی وجہ کے بغیر اُس کا دل دُکھانا حرام ہے... اہلیہ کا حق تو عام مسلمانوں سے زیادہ ہے۔

7) کسی بھی بندے پر ظلم کرنا جہنم میں لے جانے والا کام ہے، خواہ وہ بیوی ہو یا کوئی اور۔

شوہر کے حقوق: بیوی کو اپنے شوہر سے متعلق چند شرعی تقاضے پیشِ نظر رکھنے چاہییں:

1) بیوی پر لازم ہے کہ شوہر کو اپنا حاکم اور گھر کا سربراہ جانے.... یہ تصوُّر بھی نہ کرے کہ میرا درجہ یا میرے حقوق شوہر کے برابر ہیں۔ شوہر کے حق کا اندازہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روایت کردہ ارشادِ نبوی سے لگائیے: لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَّسْجُدَ لِأَحَدٍ لَّأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا۔ یعنی "اگر مَیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے لیے (بطورِ تعظیم) سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو ضرور بیوی کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔" (جامع ترمذی، حدیث: 1159، صحیح لغیرہٖ)

2) جب شوہر حاکم ہے تو بیوی کو اُس کی ہر وہ بات ماننی چاہیے جو شرعی تقاضوں کے خلاف نہ ہو... البتہ اگر شوہر کسی غیر شرعی کام کا کہے، مثلاً پردے سے روکے تو اللہ و رسول کے حکم کے خلاف کسی کا حکم قابلِ قبول نہیں۔

3) جائز کاموں میں جائز طریقے سے شوہر کو خوش کرنا بیوی کی ذمہ داری بھی ہے اور گھر کا حُسن بھی۔

4) شوہر کے مال اور اُس کی عزّت کی حفاظت کرنا، یوں ہی ہر بات میں اُس کی خیر خواہی کرنا بیوی کے بنیادی فرائض میں سے ہے۔

5) شرعی تقاضا ہے کہ خاتون اپنے شوہر کی تعظیم کرے اور بے ادبی والا انداز نہ اپنائے، مثلاً شوہر کو نام لے کر نہ پکارے۔

6) یہ بھی ضروری ہے کہ بیوی کسی سے بھی بلاوجہ شوہر کی شکایت نہ کرے، بلکہ بہتر ہے کہ وجہ ہو تو بھی صبر کرے اور شکایت سے بچے۔

7) بیوی کو شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جانے کی اجازت نہیں، تاہم ہفتے میں ایک مرتبہ والدین کو ملنے جاسکتی ہے، مگر رات شوہر کے پاس ہی گزارے... اُن کے پاس بھی شوہر سے اجازت لے کر ہی جائے تو برکتیں سمیٹے گی۔

8) شوہر ناراض ہو تو بیوی پر لازم ہے کہ منّت سَماجت کرکے اُسے راضی کرے۔[1]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی کا خلاصہ ہے کہ "بہترین بیوی وہ ہے جس میں تین خوبیاں ہوں:"

- اَلَّذِيْ تَسُرُّهٗ إِذَا نَظَرَ۔ "شوہر اُسے دیکھے تو (اُس کے حُسن، عمدہ اخلاق اور اچھے طرزِ زندگی سے) خوش ہو جائے۔"
- وَتُطِيْعُهٗ إِذَا أَمَرَ۔ "شوہر اُسے (جائز بات کا) حکم دے تو وہ اُس کی اِطاعت کرے۔"
- وَلَا تُخَالِفُهٗ فِيْمَا يَكْرَهُ فِيْ نَفْسِهَا وَمَالِهٖ۔ یعنی "وہ اپنی جان اور شوہر کے مال میں اُس کی مرضی کے برعکس بددیانتی وغیرہ نہ کرے جو اُسے ناپسند ہو۔" (مسند احمد، حدیث: 7421، إسنادہٗ قویّ)

---

[1] مزید معلومات کے لیے دیکھیے: فتاوٰی رضویہ، ج:24، ص:371، مسئلہ:146، رضا فاؤنڈیشن۔ بہارِ شریعت، ج:2 (الف)، ص:99 تا 101، مکتبۃ المدینہ

حرفِ آخر: نبوی تعلیمات... ذریعۂ ہدایت و نَجات

پیکرِ عدل، شیرِ اسلام، سلطان نور الدین ابو القاسم محمود زَنگی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال شوّال المکرم 569ھ / 1174ء میں ہوا۔ آپ کے ماہِ وصال کی مناسبت سے آج کے خطبہ کا اختتام آپ کے اُن ایمان افروز اور بصیرت سے لبریز حسین کلمات پر کرتے ہیں جو بلا مبالغہ سنہری حروف سے لکھے جانے کے لائق ہیں۔

سلطان نور الدین زَنگی علیہ الرحمہ نے اپنے عہدِ حکومت میں ذمہ داروں کو حکم جاری کر رکھا تھا کہ ہر معاملہ قاضی صاحب کی راہ نمائی سے شریعت کے مطابق انجام دیا جائے۔ مُوصَل کے بعض لوگوں نے آپ کو یہ پیغام بھجوایا کہ یہاں شر پسند عناصِر بہت ہیں؛ اُن میں سے کچھ کو قتل کیا جائے اور کچھ کو سُولی پر چڑھایا جائے تو باقی خوف زدہ ہو کر اپنی حرکتوں سے باز آجائیں گے؛ لہٰذا آپ سخت سزائیں نافذ کرنے کی اجازت دیجیے!

یہ خط پہنچا تو اُس کی دوسری جانب سلطان علیہ الرحمہ نے نہایت خوب صورت پیغام لکھ بھیجا:

- إِنَّ اللهَ تَعَالٰى خَلَقَ الْخَلْقَ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَصْلَحَتِهِمْ۔ مخلوق کو اللہ نے پیدا کیا ہے اور وہ اُن کی مَصلَحت کو سب سے زیادہ جانتا ہے۔
- وَشَرَعَ لَهُمْ شَرِيعَةً وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا يُصْلِحُهُمْ۔ یعنی خود ربِّ کریم نے اسلامی شریعت عطا فرمائی ہے اور وہی سب سے بڑھ کر جانتا ہے کہ مخلوق کی اِصلاح کیسے ہو گی۔
- وَإِنَّ مَصْلَحَتَهُمْ تَحْصُلُ فِيمَا شَرَعَهُ عَلٰى وَجْهِ الْكَمَالِ فِيهَا۔ یعنی کامل طور پر مخلوق کی مَصلَحت و بھلائی اُسی شریعت پر عمل کرنے میں ہے جو اُن کے خالقِ کریم نے عطا فرمائی ہے۔
- وَلَوْ عَلِمَ أَنَّ عَلَى الشَّرِيعَةِ زِيَادَةً فِي الْمَصْلَحَةِ لَشَرَعَهُ۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق شریعت پر اِضافہ میں کوئی بھلائی ہوتی تو اللہ تعالیٰ اُسے شریعت کا حصہ بنا دیتا۔

پھر آپ نے فیصلہ کُن جملہ لکھا: فَمَا لَنَا حَاجَةٌ إِلٰى زِيَادَةٍ عَلٰى مَا شَرَعَهُ اللهُ تَعَالٰى۔ ہمیں شریعت میں اِضافہ کرنے کی کوئی حاجت نہیں (ہم وہی کچھ کریں گے جو اللہ کریم کی عطا کردہ شریعت نے ہمیں سکھایا ہے)۔

(الروضتين في أخبار الدولتين، ج:1، ص:60۔ البداية والنهاية، ج:12، ص:348، دار إحياء التراث العربي)

اِس حقیقت پر مبنی ایمان افروز پیغام کی روشنی میں ہم اپنے موضوع سے متعلق بلا مبالغہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کے عطا کردہ اُصول و ضوابط امن و آشتی کے بھی ضامن ہیں اور تنازعات و مُخاصَمات کے خاتمے کے لیے بھی کافی و وافی ہیں۔ عصرِ حاضر میں لڑائیوں کی جو آگ بھڑک رہی ہے اُس کا واحد حل اسلامی تعلیمات پر عمل میں ہے۔

آخری دو خطبات میں اِسی حوالے سے گفتگو ہوئی۔ چند اہم نِکات یہ ہیں:

⟸ جھگڑالو بندہ اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔ نِزاع ختم کرنے سے عزّت کم نہیں ہوتی، بلکہ باری تعالیٰ اِعزاز واِکرام میں اضافہ فرماتا ہے، حتّٰی کہ دُنیاوی معاملات میں حق پر ہونے کے باوُجود جھگڑا چھوڑنے والے کو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جنّت میں محل کی ضمانت عطا فرمائی ہے۔

⟸ اسلام نے برائیوں کے خاتمے کا یہ مؤثّر اصول عطا کیا ہے کہ محض برائی کو روکنے پر اکتفانہ کیا جائے، بلکہ اس کے اسباب و محرِّکات کا بھی خاتمہ کیا جائے۔ اِسی اُصول کے مطابق قرآن وسنّت میں اُن تمام اُمور سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے جو لڑائی جھگڑے کا ذریعہ بنتے ہیں، جیسے غصّے سے مغلوب ہو جانا، بدگمانی، غلط فہمی اور حسد وتکبُّر میں مبتلا ہونا۔

⟸ دو افراد کا مکمل طور پر ایک دوسرے کے ہم مِزاج ہونا تقریباً ناممکن ہے۔ اگر زوجَین اِس حقیقت کو ذہن نشین رکھیں اور اپنے مزاج کے خلاف ہونے والی چھوٹی چھوٹی باتوں سے درگزر کریں تو گھر کا ماحول جنّت نظیر ہو جائے۔

⟸ عام انسانوں میں کوئی بھی کامل واکمل نہیں ہوتا، ہر بندے میں خوبیوں کے ساتھ ساتھ کچھ کمزوریاں بھی ہوتی ہیں۔ اگر میاں بیوی ایک دوسرے کی خامیوں سے چشم پوشی کریں اور خوبیوں پر نظر رکھیں تو نفرت محبّت میں تبدیل ہو جائے۔

⟸ زیادہ تر جھگڑے معمولی بات سے شروع ہوتے ہیں اور جذبات کے اشتعال کی وجہ سے سنگین نتائج تک جا پہنچتے ہیں۔ چنانچہ تنازع کے وقت خاموشی اور صبر اختیار کریں تو جلد ہی چپقلش کی شدّت کم ہو جاتی ہے۔

⟸ حدیثِ مبارک کے مطابق جھگڑے کے دوران شریعت کی حُدود کو بھول جانا اور جھوٹ، گالی گلوچ اور بہتان تراشی سے کام لینا منافقوں کا عمل ہے؛ لہٰذا باہمی رنجش میں بھی شریعت کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھنا چاہیے۔

⟸ شریعتِ مطہرہ نے زَوجَین کے حقوق کی مکمل تفصیل عطا کی ہے۔ نکاح کرنے والے کے لیے اُن کا علم حاصل کرنا فرضِ عین ہے۔

خطبہ میں حقوق کے اہم نکات پیش کیے گئے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ اُن کی آگاہی بھی حاصل کریں اور اُنھیں بہترین طریقے سے پورا کرنے کی کوشش بھی کریں۔

شرعی مسئلہ: جس وقت مارکیٹ میں غلّہ / اناج وافر دستیاب نہ ہو اور لوگوں کو تنگی ہو، اُس وقت غلّے کو اپنے پاس اِس لیے روک لینا کہ طلب بڑھے اور لوگ مہنگے داموں خریدنے کے لیے مجبور ہو جائیں... اِسے اِحتِکار / ذخیرہ اندوزی کہا جاتا ہے۔ شریعتِ مطہرہ نے اِسے ممنوع اور سخت گناہ قرار دیا ہے۔

تاہم اگر مارکیٹ میں غلہ وافر مقدار میں دستیاب ہو اور کوئی شخص فصل پکنے پر اُسے محفوظ کر لے؛ تاکہ کچھ دنوں کے بعد جب اچھی قیمت ملے گی تو بیچ دوں گا، یہ ممنوع نہیں۔

(ملاحظہ کیجیے: فتاوٰی رضویہ، ج:17، ص:356، رضافاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ۔ بہارِ شریعت، ج2، ص725، مکتبۃ المدینہ، ملخصًا)

اللہ تعالیٰ جانِ رحمت ﷺ کے طفیل اُمّتِ مسلمہ کی خیر فرمائے اور اُسے باہمی تنازعات و مخاصمات سے نجات عطا فرما کر اتّحاد و اتفاق کی دَولت سے نوازے! خالقِ کریم ہمیں لڑائیوں کے اسباب سے بچتے ہوئے حلم، خیر خواہی، حُسن ظنّ، عاجزی اور اخلاقِ حسنہ اختیار کرنے کی سعادت سے بہرہ مند فرمائے!

قادرِ مطلق مسلمانوں میں جذبۂ جہاد بیدار فرمائے! اہلِ غزہ سمیت دُنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے، امریکہ اسرائیل گٹھ جوڑ کے شر سے اُمّت کو محفوظ رکھے! اور اسرائیل کو تمام اتحادیوں سمیت نشانِ عبرت بنائے!

ربِّ کریم اہلِ پاکستان کو ہر قسم کی اندرونی و بیرونی سازشوں سے محفوظ رکھے، ملک کی تمام سرحدات کی حفاظت فرمائے! اِسے امن و سلامتی کا گہوارہ بنائے! اور تمام اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ کر دے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم ﷺ!